ہم نے اپنے معاشرے کو، تہذیب کو اور تمام دنیا کی جماعتوں کو جھوٹ سے پاک کرنا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3 رمئی 1996ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات کریمہ تلاوت کی:

لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ
عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا
الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿۲۹﴾ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا
بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۳۰﴾ ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ
عِنْدَ رَبِّهٖ ۗ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا
الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿۳۱﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ
غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۗ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ
فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿۳۲﴾

(الحج: 29 تا 32)

پھر فرمایا:

ابھی حج کو یا عید کو جو حج کے ساتھ آتی ہے گزرے ہوئے چند دن ہی ہوئے ہیں اور حج ہی کا مہینہ چل رہا ہے۔ آج کے خطبے کے لئے میں نے انہی آیات سے مضمون کو ترتیب دی ہے جو حج سے تعلق رکھتی ہیں۔ میرے ذہن میں MTA کے نتیجے میں پیدا ہونے والی ذمہ داریوں کا مضمون تھا اور ایک خاص پہلو کی طرف متوجہ کرنا چاہتا تھا جب اس تعلق میں قرآنی آیات پر نظر ڈالی تو یہی وہ آیات

تھیں جو اس مضمون سے گہرا تعلق رکھتی ہیں اور کئی طرح سے تعلق رکھتی ہیں، ایک ہی نہیں بلکہ مختلف جہتوں سے یہ اس مضمون سے بہت ہی گہرا رابطہ رکھتی ہیں۔ پس ان آیات کی تلاوت کی غرض دراصل ایم۔ ٹی۔ اے کے تعلق میں پیدا ہونے والے بعض خطرات کی نشان دہی کرنا تھی اور ان آیات میں اس مضمون کو اس طرح مربوط طور پر بیان فرمایا گیا کہ اور بھی بہت سے پہلو ہیں جو ذہن میں نہیں تھے وہ ان آیات کی تلاوت کے بعد سامنے ابھر آئے۔

ان کا ترجمہ یہ ہے لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ تاکہ وہ اپنے منافع کو پہچانیں ”لِّيَشْهَدُوْا“ کا لفظی ترجمہ تو ہے دیکھیں، مگر اس طرح دیکھنا کہ گواہ بن جائیں اس میں مضمون کو پہچاننے کا معنٰی بھی شامل ہوتا ہے، وہ اچھی طرح اس سے واقف ہو جائیں اور اپنی آنکھوں کے سامنے ان منافع کو دیکھ کر ان سے استفادہ کریں۔ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ اور اللہ کا نام لیں، اللہ کا نام پڑھیں ان چند دنوں میں عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ اس پر جو اللہ تعالیٰ نے ان کو مویشیوں میں سے مختلف چوپائے عطا فرمائے ہیں۔ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ۔ پس اس میں سے کھاؤ اور تکلیف میں مبتلا اور فقیر کو دونوں کو جو تکلیف میں مبتلا ہوں یا ناداری کا شکار بن کر فقیر کی حد تک پہنچ گئے ہوں ان کو اس میں سے حصہ دو ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ پھر تاکہ یہ ہو کہ وہ اپنی میلوں کو دور کریں جو میل ان کے بدن کے ساتھ چمٹی ہوئی ہیں اور ان کی روح کے ساتھ وابستہ ہو چکی ہے۔ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ اور اپنی مانی ہوئی منتوں کو یا نذروں کو پورا کریں۔ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ اور اس قدیم ترین گھر کا طواف کریں۔ ذٰلِكَ یہ اسی طرح ہے جو بات بیان کی گئی ہے۔ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ اور جو اللہ تعالیٰ کے محرمات یعنی قابل عزت، قابلِ تعظیم نشانات کی عزت کرتا ہے ان کو عظمت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ حُرُمٰتِ میں حرام کا ایک مضمون منفی معنوں میں بھی پایا جاتا ہے لیکن یہاں حُرُمٰتِ میں ایک عزت اور احترام کا مضمون ہے اور اس کا بھی حرام کے عرف عام والے مضمون سے ایک گہرا تعلق ہے۔ حرام چیز کو انسان ہاتھ نہ لگائے یہ اس کی حرمت کے مضمون میں داخل ہے اور عزت کے مقام پر بھی ہاتھ نہ ڈالے اور خدا کا تقویٰ اختیار کرے۔ بعض مقامات ایسے ہوتے ہیں کہ ان پر زبان کھولنا، ان پر تخفیف کے ساتھ ان کا

ذکر کرنا یا بدتمیزی کرنا خدا کے حضور بہت بڑا گناہ بن جاتا ہے تو ان معنوں میں حُرُمٰتِ کا مضمون ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے شعائر جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حرمتیں وابستہ فرمادی ہیں وہ خواہ زندہ وجود ہوں، خواہ نشانات ہوں جن کو زندہ وجودوں نے عزت بخشی اور عظمت عطا کی، دونوں صورتوں میں ان کا احترام لازم ہے۔ وَ اُحِلَّتۡ لَکُمُ الۡاَنۡعَامُ اور تمہارے لئے انعام حلال کر دیئے گئے ہیں۔ اب اس مضمون کا حرمت کا جو دوسرا پہلو تھا یہ تعلق قائم کر دیا اور قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کی یہ شان ہے کہ دو مختلف مضامین کو اس طرح ایسے لفظوں سے باندھ دیتا ہے جن لفظوں میں دونوں مضامین کے ساتھ ایک طبعی تعلق ہوتا ہے۔ پس حرمت کا مضمون جہاں عزت اور احترام کا ہے وہاں شعائر سے مراد اور صاحب حرمت جگہ سے مراد بیت اللہ اور خانہ کعبہ ہے اور جہاں حرام چیزوں سے اس کا تعلق ہے وہاں یہ فرمایا اُحِلَّتۡ لَکُمُ الۡاَنۡعَامُ اِلَّا مَا یُتۡلٰی عَلَیۡکُمۡ ان چیزوں کے سوا جو تم پر پڑھ دی گئی ہیں جن کے متعلق تمہیں تعلیم دی جاتی ہے، ان کے سوا باقی تمہارے لئے حلال کر دی گئی ہیں۔ پس کھانے پینے کی اور استعمال کی چیزوں میں بھی بعض حرام چیزیں ہیں ان سے بھی بچنا ہے مگر ان دونوں مضامین میں لفظ حرمت واحد ہونے کے باوجود ان دونوں مضامین میں بعد المشرقین ہے۔ یعنی ایک جگہ حرمت سے مراد عزت کی وجہ سے اس کا ذکر احترام سے کرنا ہے، بات کرتے ہوئے خوف کھانا ہے۔

آنحضرت ﷺ کے حضور جب صحابہ حاضر ہوتے تھے ان صحابہؓ کا ذکر محبت اور پیار سے ملتا ہے جو ادب سے اپنی آواز کو دھیما کر لیتے تھے اور جو بلند آواز سے پکارتے تھے اور حجرات سے پرے آوازیں دیتے تھے ان کا قرآن کریم نے ناراضگی کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ اور خانہ کعبہ کے گرد گھومنا، وہاں اس تقدس کو پیش نظر رکھتے ہوئے ذکر الٰہی کرنا یہ اس کی عزت کا تقاضا ہے اور کسی قسم کی گندگی کو ساتھ نہ لے جانا اور پاک و صاف رہنا اور اپنی روح کو بھی ہر قسم کے گندے خیالات سے پاک رکھنا یہ بھی اس کی حرمت کا تقاضا ہے اور اس حرمت کے تقاضے کو گندگی دور کرنے سے جس طرح پورا کیا جاتا ہے اسی طرح ان گندی چیزوں سے دور رہنا بھی لازم ہے جو گندگی کا کوئی بھی مضمون رکھتی ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ نے حرام کے دو انتہائی معنی یہاں اکٹھے کر دیئے اور ایک مضمون سے دوسرے مضمون کے لئے لفظ حرمت کو گویا پُل کے طور پر استعمال فرمایا۔

ایک خانہ کعبہ کی حرمت ہے اور شعائر اللہ کی حرمت ہے جو ان کے تقدس کی وجہ سے ہے اور ان سے احتیاط کا معاملہ ہے۔ ایک خبیث اور گندی چیزوں کی حرمت ہے ان سے بچنا اس حرمت کا تقاضا ہے اور ان سے دور رہنا اس حرمت کا تقاضا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دیکھو یہاں تم روح کی بالیدگیوں اور گندگیوں سے پاک صاف ہو کر پہنچے ہو اور تمہیں ایک روحانی رزق مل رہا ہے۔ تمہیں جسمانی رزق بھی اسی حوالے سے عطا کیا جارہا ہے اور جسمانی رزق جو عطا کیا جارہا ہے اس میں پاکیزگی پیش نظر رکھی گئی ہے۔ تمہارے لئے صرف وہ چیزیں حلال کی گئی ہیں جو پاکیزہ ہیں۔ جو گندگی کا پہلو رکھتی ہیں ان کو تمہارے لئے حرام فرما دیا گیا اور گند کے مضمون کو جو جسمانی گندگی سے تعلق رکھتا ہے روحانی گندگی کے مضمون کی طرف منتقل فرماتے ہوئے فرماتا ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ۔

(اس موقعہ پر حضور کی خدمت میں اطلاع دی گئی کہ مواصلاتی رابطہ کے ذریعہ خطبہ کی تصویر باہر نہیں جارہی۔ حضور نے اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جو ہمارے سامعین اور ناظرین ہیں دنیا بھر میں ان کو آواز تو صاف جارہی ہے اور وقتی طور پر تصویر نہیں دیکھ سکتے، وہ انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا تصویر بھی دیں گے اور دوبارہ اس خطبے کی وڈیو دکھائی جائے گی تو آواز اور تصویر کے ساتھ وہ اکٹھا دیکھ بھی سکیں گے اور سن بھی سکیں گے۔ اس کے بعد حضور نے خطبہ کے مضمون کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:۔)

میں یہ بیان کر رہا ہوں کہ قرآن کریم نے حج کے مضمون میں حرمت کے لفظ کو اس طرح مضمون کے ایک پہلو سے دوسرے پہلو کو باندھا ہے اور اس سے پھر دوسرا پہلو یا تیسرا پہلو نکال لیا ہے۔ ایک ایسا دھاگہ ہے حرمت کے مضمون کا جو ہر بدلتے ہوئے مضمون میں مشترک ہے اور بظاہر الگ الگ باتیں ہو رہی ہیں لیکن بنیادی طور پر یہی بات ہے جو آگے جاری وساری ہے۔ اس تعلق میں میں نے بیان کیا کہ اللہ کی طرف سے جن چیزوں کو محرم کر دیا گیا ہو ان کی عزت لازم ہے اور اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو محرم فرما دیا اور بیت اللہ سے تعلق والی بہت سی اور باتیں ہیں جو محرمات میں شامل ہو گئیں۔ حرمت کا دوسرا معنی ہے گندی اور ناپاک چیزوں سے اجتناب، تو پہلے معنوں کا تقاضا یہ بھی ہے کہ اس محرم گھر میں کوئی گندی چیز داخل نہ ہو، کوئی ناپاک چیز نہ ہو اور قربانیاں جن کا گوشت تمہارے لئے حلال فرمایا گیا ہے اللہ تعالیٰ تسلی دیتا ہے کہ وہ پاک چیزیں ہیں اسی لئے خانہ کعبہ تک ان

کی رسائی بھی ہے۔ مگر ان کی پاکیزگی صرف بدنی پاکیزگی نہیں بلکہ روحانی معنوں میں بھی ان کو پاکیزگی نصیب ہونی چاہئے۔ وہ صرف اس طرح ہوسکتی ہے کہ ان کو پیش کرتے ہوئے غیر اللہ کا کوئی تصور نہ آئے اور خالصۃً للہ، نہ کہ اصنام کے نام پر، ان کو ذبح کیا جائے۔ اس سے جو رجس کی انتہائی بدترین صورت ہے یعنی شرک وہ ناپاکی جس سے پاک کرنے کے لئے خانہ کعبہ بنایا گیا وہ ناپاکی تم سے دور ہو جائے گی۔ اگر تم اپنی کھانے کی چیزیں بھی پاک کرو گے اپنے بدن کو بھی پاک کرو گے اور اپنی روح کو ہر قسم کی گندگی سے پاک کرو گے جس کی انتہا شرک ہے اور شرک کہنے کے بعد فرمایا وَقَوْلَ الزُّوْرِ اور یاد رکھو جھوٹ جو ہے یہ سب برائیوں کی جڑ ہے۔ سب سے بڑی گندگی جھوٹ ہے جو شرک پر منتج ہوگی۔ یہ ناممکن ہے کہ جھوٹ ہو اور انسان مشرک نہ بنے۔ شرک کے ہر پہلو کا جھوٹ سے تعلق ہے۔ پس یہ جو چھوٹی سی آیت ہے اس میں اتنے مضامین اس طرح پیک (Pack) کر دیئے گئے ہیں، اکٹھے کر دیئے گئے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے ایک ایک مضمون پر اگر آپ گفتگو شروع کریں تو ایک ایک پورا خطبہ اس مضمون کی وضاحت پہ خرچ ہوسکتا ہے۔ مگر میرے پیش نظر یہ مضمون تھا کہ اس کا MTA کے نظام سے کیا تعلق ہے اور یہ آیات میرے ذہن میں جو مضمون تھا اس مضمون کو واضح کرنے میں کس حد تک اور کن معنوں میں مددگار ثابت ہوسکتی ہیں۔

اس مضمون کے تعلق میں میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بیت اللہ کا قبلے سے بھی ایک تعلق ہے۔ توحید کا ہر قسم کی گندگی سے پاک ہونے کا تعلق ہے۔ جب آپ کا قبلہ بدلتا ہے تو شرک ہوتا ہے اور جب شرک ہوتا ہے تو نجس پیدا ہوتی ہے یا دل گندہ ہو تو شرک پیدا ہوگا ورنہ ہو ہی نہیں سکتا۔ ہر قسم کا خبث، ہر قسم کی گندگی، ہر قسم کی غلاظت جو ہے وہ شرک پر لازماً منتج ہوگی اور اوثان اٹھ کھڑے ہوں گے۔ خدائے واحد کی بجائے بت سامنے آ جائیں گے اور بت پیدا ہو جائیں گے اور یہ عجیب ایک توارد ہے کہ MTA نے اپنا قبلہ ان دنوں میں تبدیل کیا ہے اور اس قبلے سے کلیۃً احتراز کر لیا ہے جس قبلے پر گندے پروگرام آتے ہیں اور رجس ہے۔ چنانچہ جب ہم نے اس کو بدلا تو بعض دوستوں نے ہمیں یہ لکھا کہ اسے پھر وہ لوگ نہیں سن سکیں گے آپ نے بدل تو دیا ہے جو مشہور اور ہر دل عزیز پروگرام سننے کے لئے اسی سمت میں اپنے ڈش انٹینا کو سیٹ کئے بیٹھے تھے۔ ان کے ذہن میں یہ بات نہیں آئی کہ وہ تو گندگی کی خاطر اس سمت میں انٹینا کو Fit کئے بیٹھے ہیں۔ وہاں اگر شرک کی بجائے

توحید کا مضمون چلا اگر گندگی کی بجائے نفس کی پاکیزگی کا مضمون جاری ہوا تو ان کی بلاء کو بھی دلچسپی نہیں ہوگی۔ ہاں وہ لوگ جو اس ٹیلی ویژن کے ذریعے اچھی باتیں سنتے ہیں، اچھی باتیں دیکھتے ہیں ان کو اور ان کی اولادوں کو ہمیشہ خطرہ رہے گا کہ اسی زاویے، اسی سمت، اسی قبلے سے گندگی کو بھی دیکھیں اور رفتہ رفتہ گندگی ان کو کھینچ کر دوسری سمت میں لے جایا کرتی ہے۔ یہ وہ مضمون تھا جو میرے پیش نظر تھا اور یہ بعینہٖ ان آیات کے مضمون کے دائرے میں ہے۔

پس ہم نے جو قبلہ بدلا ہے یہ صحیح قبلہ ہے۔ یہ اس رخ کا قبلہ ہے جہاں گندگی چلتی ہی نہیں اور یہ وہ سیٹلائیٹ سسٹم ہے جہاں تمام اہم سنجیدہ پروگرام جاری ہوتے ہیں کیونکہ یہ حکومتوں کے حکومتوں سے رابطے اور بین الاقوامی خبروں کے رابطوں کے لئے استعمال ہوتا ہے اور براہ راست عوام الناس کو اس میں کوئی دلچسپی نہیں اس لئے Institutions اس سے فائدہ اٹھاتی ہیں اور عوام الناس اس قسم کے انٹینے لگاتے ہی نہیں کہ وہ اس پروگرام کو دیکھ سکیں، ان کو دلچسپی کوئی نہیں۔ پس ہم نے اپنا قبلہ وہاں اس طرف معین کرلیا ہے جہاں ایک ہی ٹیلی ویژن ہے جو لوگوں کے گھروں تک بھی پہنچے گا اور پاک باتیں بیان کرے گا، اسلام کی سچی اور پاکیزہ تصویر کھینچے گا، توحید کے گیت گائے گا اور اس میں کوئی گندگی نہیں ہوگی۔

پس یہ جو تبدیلی ہے یہ بہت ہی اہم اور بابرکت تبدیلی ہے اور اس تبدیلی نے ہمیں ایک اور بھی فائدہ پہنچا دیا۔ وہ فائدہ یہ ہے کہ جب بھی کسی چیز کا قبلہ تبدیل ہو تو کچھ لوگ جو اعلیٰ مقصد سے وابستہ نہیں ہوتے بلکہ محض جسمانی طور پر یا رسمی طور پر اس طرف منہ کئے بیٹھے ہوتے ہیں اور اصل دلچسپی ان کی توحید میں نہیں ہوتی، اصل دلچسپی ان کی اللہ تعالیٰ کی ذات میں نہیں ہوتی۔ جب قبلے تبدیل ہوں تو پھر وہ لوگ پیچھے رہ جایا کرتے ہیں اس وقت وہ ننگے ہو جاتے ہیں۔ وہ مضمون قرآن کریم نے خود کھول کر بیان فرمایا ہے اگرچہ اس موجودہ مضمون کے مقابل پر وہ ایک بہت ہی اعلیٰ درجے کا مضمون ہے لیکن آنحضرت ﷺ اور قرآن کریم کے مضامین کے سائے میں ہی آگے چھوٹے چھوٹے مضمون، انہی کی مطابقت میں پیدا ہوتے ہیں۔ پس آج کا جو یہ مضمون ہے تحویل قبلہ کے سائے کے تلے ہے، اسی کے تابع ہے۔ MTA نے جو اپنا قبلہ بدلا تو گندگی سے دور ہٹا اور اعلیٰ مقاصد کی طرف مائل ہوا اور اپنے پروگراموں کو گندگی سے اور بھی زیادہ دور کر دیا جتنے وہ پہلے دور تھے۔

یعنی احتمال کے طور پر بھی کوئی گندہ پروگرام اس چینل پر سنائی نہیں دے سکتا، دکھائی نہیں دے سکتا۔

قرآن کریم فرماتا ہے کہ جب تحویل قبلہ کیا گیا تو اس کا ایک مقصد یہ تھا کہ وہ لوگ جن کے نفس بیمار ہیں وہ الگ ہو جائیں، وہ ننگے ہو جائیں، وہ پہچانے جائیں۔ وہ جو اخلاص میں کامل ہیں جن کو اللہ کی توحید سے اور محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت ہے ان کے لئے قبلے کی تبدیلی ذرا بھی گراں نہیں گزرتی کیونکہ اصل مقصد کے ساتھ وابستہ رہتے اور چمٹے رہتے ہیں۔ ان کو تکلیف ہوتی ہے جن کے مقاصد کے حصول میں فرق پڑ جاتا ہے۔ پس یہ وہ مضمون تھا جو میرے ذہن میں آیا جس کے لئے مجھے قرآن کریم کی آیات کی تلاش تھی تو جی کی جو آیات ہیں وہ بعینہٖ اس مضمون پر چسپاں ہوتی دکھائی دیں۔ فرمایا ہے رجس سے اوثان پیدا ہوتے ہیں۔ گندگی سے بت بنتے ہیں اور امر واقعہ یہ ہے کہ اس وقت جو اطلاعیں پاکستان سے مجھے ملی ہیں اس سے نہایت ہی خوفناک تصویر اس بات کی ابھری ہے کہ لوگ گندگی میں مبتلا ہو کر ٹیلی ویژن کے ذرائع کو ایسے ناپاک استعمال میں لے آئے ہیں کہ جس کے نتیجے میں گھر گھر میں گندگی داخل ہوگئی ہے اور گھر گھر میں بت داخل ہو گئے ہیں۔

اس کے متعلق ایک پاکستانی رسالے نے جو اعداد و شمار شائع کئے ہیں وہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ وہ لکھتے ہیں اس وقت سیٹلائٹ پر موجود کم و بیش 136 چینلوں کو مختلف ڈشوں سے دیکھا جاتا ہے۔ پاکستان میں 136 چینلز کو مختلف ڈشوں سے دیکھا جاتا ہے جن میں صرف انڈیا کے 36 چینلز ہیں۔ اس کے علاوہ امریکہ کے 17، برطانیہ کے 9، فرانس کے 5 اور چین کے 17 چینل شامل ہیں۔ ایک ہفتے میں سات چینلوں کے ذریعے جس کا انہوں نے حساب کیا ننانوے (99) بھارتی فلمیں دکھائی جاتی ہیں۔ ایک ہفتے میں ننانوے فلمیں دکھائی جاتی ہیں اور بھارتی فلمیں جو دکھائی جاتی ہیں سراسر گند سے بھری ہوتی ہیں۔ اوپر سے نیچے تک نہ صرف گندی بلکہ کھوکھلی اور روزمرّہ کے مذاق کو تباہ و برباد کر دینے والی۔ نہ ادب کا کچھ رہنے دیتی ہیں، نہ شعریت کا کچھ باقی رہنے دیتی ہیں۔ محض بے ہودہ، گندگی اور پھر ایسے توہمات میں مبتلا کرنے والی ہیں جن کا توحید کے ساتھ دور کا بھی کوئی تعلق نہیں بلکہ ان توہمات کے ساتھ توحید مٹنے لگتی ہے۔ یعنی جب وہ توہمات دل پہ قبضہ کریں تو ایسا رجس ہے، ایسی ناپاکی آ جاتی ہے جس کے ساتھ توحید پھر اکٹھی رہ نہیں سکتی تو توحید اپنے ڈیرے ان دلوں سے اٹھا لیتی ہے۔

یہ وہ خطرناک صورتحال ہے جس کے پیشِ نظر آج کے خطبے میں مَیں خصوصاً جماعت احمدیہ کو نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔ میں ہرگز یہ نہیں کہہ سکتا کہ احمدی اس گندگی میں بالکل ملوث نہیں کیونکہ بعض اطلاعیں مجھے ملتی ہیں اور اس سے میرے دل کو گہری تکلیف پہنچتی ہے۔ نہ صرف یہ کہ ملوث ہیں بہت سے گھر بلکہ بعض لوگ رت جگے مناتے ہیں انڈین فلمیں دیکھنے کے لئے، کہ ایک کے بعد دوسری آئے گی دوسری کے بعد تیسری آئے گی ان کے دن اور رات کے اوقات ہی بدل گئے ہیں اور پاکستان میں تو کثرت سے ہے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیوں میں بہت کم مگر ہے ضرور اور خصوصیت سے بڑے شہروں میں ہے کراچی میں ہے، لاہور میں ہے اور شاید پنڈی میں بھی ہو یا اسلام آباد میں۔ مگر بالعموم جو خبریں ملتی ہیں وہ یہ ہیں کہ بہت بھاری رجحان جماعت احمدیہ کا نئے ڈشوں کے ذریعے ہمارے MTA سیٹلائٹ کے نئے پروگرام دیکھنے کی طرف ہے اور جو اطلاع مل رہی ہے وہ یہ ہے کہ جب سے چوبیس گھنٹے کا پروگرام شروع ہوا ہے اور خصوصیت سے جب سے نئے ڈش کے ذریعے ہم نے جو بہت بڑا ڈش ہے اس کے ذریعے پروگرام کو اٹھایا ہے وہاں پکچر کی کوالٹی بہت بہتر ہوگئی ہے۔ تصویر بالکل صاف آنے لگ گئی ہے۔ بعض لوگ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں تو مقامی ٹیلی ویژن اور اس میں کوئی بھی اب فرق دکھائی نہیں دیتا۔ آواز بھی صاف ہے، تصویر بھی صاف ہے۔ جب سے یہ ہوا ہے جو لوگ سیٹلائیٹ کا کاروبار کرتے ہیں ان کی اطلاع یہ ہے کہ اچانک اتنے آرڈر بڑھ گئے ہیں کہ ہم سے سنبھالے نہیں جا رہے۔

اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی اکثریت کا قبلہ درست ہی ہے لیکن جن کا ٹیڑھا ہے انہوں نے بہت ہی خطرناک اقدام کئے ہیں۔ ان کو اور ان کی نسلوں کو یہ بات بالکل ہلاک کر دے گی۔ ناممکن ہے کہ وہ روحانی طور پر اس گندگی کے ساتھ زندہ رہ سکیں۔ وجہ یہ ہے کہ جہاں جہاں یہ بات بڑھ رہی ہے اور بہت بڑھ رہی ہے ان کی جو تصویریں مجھ تک مختلف خطوں کے ذریعے پہنچتی ہیں وہ یہ شکل ہے کہ بعض گھر ڈش انٹینا کے ذریعے دن رات ہندوستانی فلموں میں مگن رہتے ہیں ان کی اولادوں کی شکلیں بدل چکی ہیں، ان کی روزمرّہ کی طرزِ کلام میں فرق پڑ چکا ہے، ان کے ہاں ہیرو کا تصور ہی بدل گیا ہے اور گندگی، بے حیائی اور بے غیرتی یہ نئی نسل کا طرّہ امتیاز بنتا جا رہا ہے اور نہ عبادت کی ہوش، نہ کسی اور اعلیٰ مقصد کی یہاں تک کہ یہ لوگ اب اعلیٰ درجے کے لٹریچر سے بھی بالکل

بے بہرہ ہو گئے ہیں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ ہندوستانی فلموں میں ادبی لحاظ سے بھی ایسی مکروہ چیزیں ہیں اور زبان کا معیار اتنا گرا ہوا ہے کہ جس قوم کو اپنی زبان سے پیار ہو، جس کو اپنی اعلیٰ قدروں کا خیال ہو وہ یہ برداشت ہی نہیں کر سکتی کہ ان کی نئی نسلیں اپنا کلچر، اپنا ادب، اپنی شعریت، اپنا مذہب، اپنی روحانی، اخلاقی قدریں ساری کی ساری ہندوستانی فلموں کی نذر کر دیں۔ یہ جب گندگی مزید بڑھتی ہے تو آپ حیران ہوں گے یہ دیکھ کر کہ ان گھروں میں ہندو ایکٹروں کی، ہندو ایکٹرسوں کی تصویریں بڑی بڑی چارٹ کی صورت میں دکھائی دیتی ہیں۔ بعض لڑکیوں اور لڑکوں کے کمروں میں، لڑکوں کے کمروں میں ایکٹرسوں کی تصویریں اور لڑکیوں کے کمروں میں ایکٹروں کی تصویریں اور بڑے فخر سے لگاتے ہیں اور ماں باپ دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں بڑے ہوشیار بچے ہیں، کہاں سے تصویر حاصل کی تم نے، خوب گھر سجایا ہے۔ یہ بھول جاتے ہیں کہ قرآن کریم کی اس آیت نے چودہ سو سال پہلے اعلان کر دیا تھا کہ رجس جو ہے یہ بتوں میں ضرور تبدیل ہو گا۔ یہ بدبخت بت تم نے اپنے گھر میں پال لئے ہیں۔ ان لوگوں کے کردار کو نزدیک سے دیکھو تو کوئی شریف آدمی تصور بھی نہیں کر سکتا کہ ان کے ساتھ آنا جانا رکھے، ان کو اپنے گھروں میں بلائے، ان کے گھروں میں جائے ان کی دنیا ہی اور ہے صرف مادہ پرستی ہے، صرف بے حیائی کو ترغیب دیتا ہے، صرف بناوٹ ہے، سچائی تو قریب تک نہیں پھٹکی اور یہ جو بناوٹ ہے یہ جھوٹ، جھوٹ کے سوا کچھ نہیں۔ دیکھیں قرآن کریم کی آیات نے اتنی صفائی کے ساتھ اس مضمون کے ہر پہلو کو کھول دیا تھا۔ فرمایا دیکھو فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ تم رجس سے تو بچ رہے ہو، تمہیں بیت اللہ نے یہ تعلیم دے دی کہ رجس کے ساتھ یہاں نہیں آنا۔ رجس کو ترک کرو اور ہمیشہ کے لئے صاف کرو اپنے بدن سے، اپنی روح سے اور یاد رکھو خاص طور پر بچو الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ ایسے رجس سے جو لازماً بتوں کی طرف لے جائے گا۔ بت پرستی کے رجس سے بچو۔ وَ اجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ اور جھوٹ سے بچو۔

تو ہندوستانی فلموں کی پرستش کرنے کے نتیجے میں، ان ایکٹروں اور ایکٹرسوں کی پرستش شروع ہو چکی ہے، جو خود اپنی ذات میں ایک جھوٹ کا ملمع ہیں، جھوٹ کا مجسمہ ہیں۔ ایکٹنگ ہے ہی جھوٹ۔ ان کے بیانات آپ پڑھ لیں، ان کے متعلق اخباروں میں ان کے تبصرے پڑھ لیں، ساری

زندگی جھوٹ ہے۔ایک مصنوعی کھوکھا سا بنا ہوا ہے اس کے اندر کچھ بھی نہیں اوران کے متعلق باتیں اس فخر سے بعض لوگ اپنے اخباروں میں اچھالتے ہیں، پاکستان کے مسلمان اخبار، اوراس طرح ان کی تصویریں روزانہ شائع کرتے ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ ان کو کوئی ہوش ہی نہیں کہ کتنا زندگی میں تضاد پیدا ہو چکا ہے اور یہ بت روزانہ اخبار بھی ان کو مہیا کرتے ہیں، وہ پھر کاٹ کاٹ کے بچے اپنے ڈرائنگ روم میں سجاتے، اپنی دیواریں ان سے کالی کرتے ہیں۔تو ایک طرف یہ رجس ہے جو ٹیلی ویژن کے ذریعے گھروں میں داخل ہو گیا ہے اور ایک طرف وہ لوگ ہیں جن کا وہ قبلہ بن چکا ہے ان کی طبیعتوں پر گراں ہے یہ بات کہ ہم نے اپنا رخ بدل لیا ہے۔کبھی کبھی وہ دونوں طرف قدم رکھ لیا کرتے تھے۔اکثر گند دیکھ لیا کبھی وہ اس طرف بھی نگاہ ڈال لیا کرتے تھے کہ دیکھیں یہاں کیا آ رہا ہے۔کس حد تک ہم میں بور ہونے کی طاقت ہے۔تو دم گھٹ کر جس طرح انسان غوطے مار لیا کرتا ہے ایسے گھروں میں یہ بھی ہوتا تھا کہ وہ دم گھٹ کر ٹیلی ویژن، MTA کو دیکھ کر کچھ نہ کچھ اپنے گند کو صاف کرنے کا انتظام کر لیا کرتے تھے مگر اللہ تعالیٰ تو پھر اس نظام پر راضی نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو اس جھوٹ پر اس گند پر راضی ہوں اللہ اس کو بڑھا دیا کرتا ہے۔یہ قانون قدرت ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وہ لوگ جن کے دل بیمار ہو گئے ہوں خدا کی یہ تقدیر ہے کہ ان کے رجس پر اور رجس کا اضافہ کرتا ہے ان کے دل کے خبث، ان کے دل کی گندگی، ان کی دنیا پرستی پھر کم نہیں ہوا کرتی وہ بڑھتی رہتی ہے اور یہی وہ صورت حال ہے جو نہایت بھیانک طریق پر پاکستان کے امیر خاندانوں کو مکمل اپنے پنجے میں جکڑے ہوئے ہے، شکنجے میں آئے ہوئے لوگ ہیں۔پاکستان اتنی خوفناک تہذیبی خودکشی کر چکا ہے کہ ان کے پاس اس کا کوئی بس نہیں، کوئی اس کا توڑ نہیں۔اس لئے توڑ نہیں کہ اگر ایسی قوم جس کا ذوق بد ہو چکا ہو جو کھلے عام گندگی کرے اور دعوتیں دے اپنے دوستوں اور حلقہ احباب کو کہ آؤ فلاں رات ہم ساری رات ٹیلی ویژن پر ہندوستانی فلمیں دیکھیں گے آ جاؤ اور شامل ہو جاؤ تو قوم کا باقی کیا رہے گا۔ایک طرف مولویت ہے جو بپھر رہی ہے اور زور مار رہی ہے۔مولویت کا سارا زور اس بات پر ہے کہ صرف اس ایک ٹیلی ویژن کو بند کر دیا جائے جو خدا اور خدا کے رسول ﷺ کی طرف بلائے۔ایک طرف یہ اعلان ہو رہے ہیں کہ اتنے چینل 136

چینلز گندگی کی طرف بلا رہے ہیں اور اس ایک چینل کے ذکر سے بھی اس مولوی کا جس نے یہ مضمون لکھا ہے طبیعت گھبراتی ہے۔ جو ایک ہے جو صرف اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف بلا رہا ہے اور وہ MTA ہے۔ اس کے پیچھے پڑ گئے ہیں، کہتے ہیں جب تک اس کو نہ مٹا دیں گے ہمیں چین نہیں آئے گا۔ پاکستان ہوتا کون ہے خدا اور اس کے رسولؐ کا ذکر سننے والا۔ وہ غرق ہو جائیں بدبختیوں میں، ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ دن رات ہندو ایکٹروں اور ایکٹرسوں کی پرستش کریں اور واقعۃً پرستش ہے، تصویریں لگا کر دیکھنا ان میں مگن ہونا، اس کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنا اور پرستش کس کو کہتے ہیں۔ پرستش کا نام ہے عبادت اور عبادت کا لفظ غلامی سے تعلق رکھتا ہے۔ تم جس کو اپنا معبود بناؤ گے اس کی غلامی کرو گے اس کے انداز سیکھو گے ویسی شکلیں بناؤ گے۔ پس جب یہ شروع ہو جائے تو اس کا نام عبادت ہی ہے کوئی اس میں مبالغہ آمیزی کا کوئی سوال نہیں اور یہ عبادت جو وہاں ہو رہی ہے جھوٹ کی عبادت ہے کیونکہ ایکٹنگ اور جھوٹ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ پس قرآن کریم کی اس آیت کا اطلاق ایسی وضاحت کے ساتھ پاکستان کے معاشرے کی خرابیوں کے ہر جزو پر اطلاق پا رہا ہے۔ میرے تصور میں بھی نہیں تھا جب تک یہ آیت نظر کے سامنے نہ آئی اس وقت تک میرے تصور میں بھی نہیں تھا کہ اتنا واضح نقشہ اس بیماری کا کھینچا گیا ہے جس کے تعلق میں مجھے قرآن کریم کی کسی آیت کی تلاش تھی تا کہ اس کے حوالے سے میں خطبہ دے سکوں۔

اب آپ دیکھیں کہ یہ حالت اگر احمدی گھروں میں بھی داخل ہو جائے اور چاہے ہزار میں سے ایک میں ہوگئی ہو، ہو چکی ہے بعض جگہوں پہ، تو ہماری اگلی نسلوں کا کیا بنے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ دن بدن توجہ MTA کی طرف بڑھ رہی ہے اور جہاں جہاں یہ آواز پہنچی ہے جہاں جہاں یہ تصویر پہنچی ہے اس نے دلوں کی پاکیزگی کا سامان شروع کر دیا ہے۔ سب سے بڑی خوشی کی خبر یہ ہے کہ ہمارے بچے تو اس شدت کے ساتھ اس سے وابستہ ہو چکے ہیں کہ جیسے انہیں Addiction ہوگئی ہو اور ہر جگہ سے یہی اطلاع ملتی ہے۔ بعض جگہ بڑوں کو بچے مجبور کرتے ہیں کہ ہم نے اور کچھ نہیں دیکھنا ہمیں یہ دکھاؤ۔ یہ اللہ کی شان ہے اس نے اپنے فضل سے اس ٹیلی ویژن کی محبت دلوں پر نازل فرما دی ہے۔ اگر یہ نہ ہوتو آپ بتائیں کہ ہم جماعت کی تربیت کے لئے کیا کر سکتے تھے۔ کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اتنے بڑے ملک میں بلکہ اتنے وسیع علاقوں میں جس میں ہندوستان بھی شامل

ہے، بنگلہ دیش بھی شامل ہے اور دیگر مشرقی ممالک شامل ہیں جن سب پر یہ ہندوستان سے پیدا ہونے والی ٹیلی ویژن کی گندگی کا اثر پڑ چکا ہے اور بڑھتا جا رہا ہے، اتنا بڑھتا جا رہا ہے کہ ملائشیا میں جن کو اردو نہیں بھی آتی وہ بھی یہ گندی فلمیں دیکھتے ہیں، انڈونیشیا میں جن کو اردو نہیں بھی آتی وہ بھی یہ گندی فلمیں دیکھتے ہیں، وہاں ان کو سنبھالنے کے لئے کر کیا سکتے تھے۔ کیسے ممکن تھا کہ ہم گھروں میں داخل ہو کر ان کے بچوں، ان کی بچیوں پر اثر انداز ہوتے اور ان کو اس غلاظت سے بچانے کی کوئی کوشش کر سکتے۔ اوّل تو ایسے لوگ پھر نمازوں سے بھی تعلق توڑ بیٹھے ہیں۔ کبھی جمعہ پر جو رابطے ان کے ہو جایا کرتے تھے اس کی بھی توفیق نہیں ملتی اور رفتہ رفتہ دین سے سرک کر اتنی دور چلے جاتے ہیں کہ پھر ان تک آواز پہنچنا ہی ممکن نہیں رہتا۔ کیسے ان تک آواز پہنچائیں کہ واپس آ جاؤ۔

پس MTA ایک بہت ہی بڑا احسان ہے، اتنا بڑا احسان ہے کہ ناممکن ہے کہ ہم اس کا شکر ادا کر سکیں اللہ تعالیٰ کے حضور۔ سارے عالم میں جو جماعت نے ہم پر تربیت کی ذمہ داری ڈالی اور وہ بڑھ رہی ہے، تبلیغ کے تقاضوں کے بڑھنے کے ساتھ یہ ضرورت اور زیادہ بڑھتی چلی جا رہی ہے ہم کیسے ادا کر سکتے تھے۔ ناممکن تھا اور لاکھوں بنا کر ان کو پھر اندھیروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دینا یہ کون سی حکمت کی بات تھی۔ اب اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں یہ استطاعت ہے کہ یہ نظام مسلسل چوبیس (24) گھنٹے تمام دنیائے احمدیت میں ہر جگہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی باتیں پہنچائے گا اور دنیا میں کوئی جگہ بھی ایسی نہیں ہے جو اس نور سے خالی ہو۔ پس جس قدر بھی خدا کا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

پاکستان کی جماعتوں کو خصوصیت سے متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ جائزے لیں کہ کہاں کہاں یہ گندگی ہے اور ان کو سمجھا کر منتیں کر کے ان کو بچانے کی کوشش کریں۔ بعض معین گھروں کے متعلق مجھے علم ہوا ہے کہ رات دو تین بجے تک جاگنا ان کا دستور بن چکا ہے کیونکہ وہ ایک فلم کے بعد دوسری گندی فلم نہ دیکھنے کی زحمت برداشت ہی نہیں کر سکتے۔ اس گند کے بعد اگلا کیا گند ہے، اس کے بعد پھر اور کیا گند آئے گا، یہاں تک کہ بدن ٹوٹ جاتا ہے تو اس وقت ان کو نیند آتی ہے جب کہ خدا کے بندوں کے جاگنے کا وقت ہوتا ہے۔ تہجد کا سوال ہی کوئی نہیں، صبح کی نماز بھی ضائع جاتی ہے اور ایسے لوگوں کو رفتہ رفتہ ذوق عبادت رہتا ہی کوئی نہیں کیونکہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جہاں رجس ہو جائے وہاں پھر ضرور بت قبضہ کیا کرتے ہیں۔ ناممکن ہے کہ توحید وہاں بیٹھی رہے۔ جس کی تم بے حرمتی کرو گے وہ

پھر تمہارے پاس نہیں رہے گی۔ پس ایک ہی ذریعہ ہے کہ ایم۔ ٹی۔ اے کی طرف ان کو واپس لایا جائے اور اب اللہ کا فضل ایسا ہے کہ اس کا رخ اتنا بدل گیا ہے ان گندے پروگراموں سے کہ ان کے لئے ممکن ہی نہیں ہے کہ ہر روز بار بار اس کا رخ تبدیل کریں۔

پس یہ اللہ کا احسان ہے اور جوں جوں وقت گزرے گا انشاء اللہ ہمارے پروگرام اور بہتر بھی ہوں گے اور اور متنوع بھی ہوتے چلے جائیں گے۔ ابھی ابتدائی دقتیں بہت زیادہ ہیں۔ بڑی بڑی مشینیں ہیں جن کا سمجھنا ہی بہت پر پیچ کام ہے اور اس کے لئے والنٹیئر ز(Volunteers) کا دن رات اس پر نگران رہنا اور بر وقت صحیح کل کو دبانا اور غلط کل کو روک دینا، یہ بھی حیرت ہوتی ہے دیکھ کر ان نوجوانوں کو جب میں سٹوڈیو میں دیکھتا ہوں کہ کس طرح ان کی انگلیاں ٹھیک چلی جاتی ہیں تو لگتا ہے ایک بڑا جھنجھٹ ہے جیسے کوئی پائلٹ بہت ہی جدید قسم کا ہوائی جہاز اڑا رہا ہو پائلٹ اس کو جس طرح بڑے وسیع علم کی ضرورت ہے ورنہ اس کا ہاتھ صحیح Knob کی طرف جا ہی نہیں سکتا۔ اسی طرح یہ نظام بھی بہت پیچیدہ نظام ہے۔ اس کا توازن قائم رکھنا اس کی اور بہت سی ایسی ضروریات ہیں جن کو گنا نہیں جا سکتا عام مجلس میں، کیونکہ وہ ٹیکنیکل تفاصیل ہیں کہ ان کو سمجھے بغیر، ان پر عبور حاصل کئے بغیر ہم اس نظام کو پوری طرح بر محل استعمال نہیں کر سکتے۔ مگر انشاء اللہ تعالیٰ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے جوں جوں وقت آگے بڑھے گا ہمارے والنٹیئر ز(Volunteers) اور تیار ہوتے چلے جائیں گے اور خدا کے فضل سے عارضی روکیں جو تھیں وہ دور ہو جائیں گی۔

اب آخری پہلو آخری امر جس کی طرف میں متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ دلچسپی کا انسانی فطرت سے ایک گہرا رابطہ ہے کہ محض یہ کہہ کر کہ گندگی سے بچو آپ ان کے رخ پاکیزگی کی طرف پھیر نہیں سکتے۔ تحویل قبلہ کے وقت جو رخ بدلے ہیں وہ اللہ اور رسولؐ کی محبت کی وجہ سے بدلے ہیں ورنہ پرانی رسموں کو انسان اچانک چھوڑ نہیں سکتا۔ وہ محبت اتنی قوی تھی کہ جیسے طاقتور مقناطیس کم طاقتور مقناطیس سے اس سوئی کا منہ چھین لیتا ہے جو کسی کم طاقت ور مقناطیس کی طرف مڑی ہوئی ہو۔ اس بیماری کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض لوگوں کے دلوں میں دنیا کی گندگی کا مقناطیس زیادہ طاقتور ہے اور وہ لوگ جو پاک ہیں ان کے دل میں تو ہمیشہ ہی ایک مقناطیس ہے دوسرا ہے ہی کوئی نہیں۔ ان کا قبلہ تو ہمیشہ درست رہے گا۔ جو بیچ کے لوگ ہیں ان کے لئے ہمارا ابھی فرض ہے کہ اپنے مقناطیس کی طاقت کو

اس طرح بڑھائیں کہ کچھ ان کی دلچسپیاں بیچ میں شامل ہو جائیں۔ کچھ تو ایسے سامان ہوں کہ جس کے نتیجے میں وہ دیکھیں تو پھر نظریں ٹکی رہ جائیں اور رفتہ رفتہ ان کے ذوق درست ہونے لگیں اور رفتہ رفتہ ان کو ہمارے پروگراموں سے محبت ہونے لگے۔

اس سلسلے میں مَیں نے دنیا بھر کی جماعتوں سے اپیل کی تھی کہ صرف تقریروں کے پروگرام ہمیں نہیں چاہئیں، دلچسپ پروگرام بنا کے بھیجیں۔ مختلف ملکوں کی مختلف ایسی جو جغرافیائی یا نباتاتی یا تمدنی یا معدنیاتی یا زندگی سے تعلق رکھنے والی ایسی خصوصیات ہیں جن میں فی ذاتہٖ انسان کو دلچسپی ہوتی ہے ان کو اس طرح پیش کرنا کہ ایک انسان خواہ اس کو نیکی سے محبت ہو بھی یا نہ ہو وہ اس چیز کو دیکھے تو انسان کی عالمی توجہ کی دلچسپی ہوتی ہے ان باتوں میں، اس ذریعے سے وہ اس کے ساتھ وابستہ ہو جائے، اس کے ساتھ اس کا دل لگ جائے، یہ ہمارا فرض ہے۔ بیچ بیچ میں جو خالص نیکی کے پروگرام آئیں گے ان سے بھی پھر ان کی محبت بڑھنی شروع ہو جائے گی کیونکہ ذوق پیدا ہو جائے گا۔ پہلے ذوق کو درست کرنا پھر اس کو بڑھانا، اس کی تربیت کرنا یہ بہت ہی وسیع کام ہے جو محض مشینوں سے نہیں ہو سکتا، محض چوبیس (24) گھنٹے کے ٹیلی ویژن سے نہیں ہو سکتا اس کے لئے ذہن اور فدائی دماغوں کی ضرورت ہے۔ وہ تجربے کریں اور ہر ملک میں باقاعدہ نگرانی میں ایسے پروگرام بنیں جو کثرت کے ساتھ اپنے ملک کے ایسے حالات کو نمایاں طور پر پیش کر سکیں جس میں غیروں کو دلچسپی ہو، صرف احمدیوں کو نہیں، انسان کو بحیثیت انسان دلچسپی ہو۔

اب افریقہ ہے، ہم سمجھتے ہیں افریقہ ایک اندھیری جگہ ہے حالانکہ افریقہ کے اندر بڑے نور ہیں۔ بہت ہی خدا تعالیٰ کے فضل سے عظیم خوبیاں ہیں اس ملک میں رہنے والوں کی، ان کے علاقوں کو خدا تعالیٰ نے بڑی بڑی نعمتوں سے نوازا ہے، ان کے حالات، پھر ان کے سابقہ رسم و رواج کا بیان کرنا، پھر کس طرح ان پر عیسائیت نے قبضے کئے، کس طرح اللہ تعالیٰ نے احمدیت کو ان کو اس چنگل اور پھر شرک کے چنگل سے نجات دینے کی توفیق بخشی اور اس تعلق میں خدا تعالیٰ کی طرف سے جو اعجاز ظاہر ہوتے رہے ہیں ان کا بیان ایک ایسا بیان ہے جو دہریہ کے لئے بھی بالآخر دلچسپی کا موجب بن جاتا ہے۔ کئی مجھے ایسے خط ملے ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ ایک ایسا شخص جو بالکل دہریہ اور بے تعلق تھا اس نے جماعت احمدیہ کے MTA کے پروگرام دیکھے تو محض اس وجہ سے اس کو دلچسپی پیدا ہوئی

کہ اس کو نظر آیا کہ خدا ان کے ساتھ ہے اور اس کی زندگی کی کایا پلٹ گئی۔ جو دہریہ تھا وہ نہ صرف باخدا ہوا بلکہ اس نے پہچان لیا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں خدا ملے گا۔ پس باخدا لوگوں کے تجارب بھی تو دنیا کے سامنے پیش کرنے ہیں اور ہر ملک سے پیش ہونے چاہئیں۔ ہر جگہ خدا کے فضل ایسے نازل ہورہے ہیں جہاں یہ تجارب بڑی قوت کے ساتھ لوگوں کو جذب کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں کیونکہ سچ ہیں۔

پس سچائی کی طاقت ہے جو توحید کی تائید کے لئے آپ کے کام آئے گی۔ جھوٹ اور مکر کی طاقت ہے جو مشرکین کے کام آرہی ہے۔ تو یہ ٹکر ہے اور اس چیلنج کو ہم نے قبول کیا ہے اور کریں گے اور توحید کی خدمت کے تمام تقاضے پورے کریں گے۔ ہم ان بزدلوں میں سے نہیں ہیں جو یہ دیکھ کر کہ دشمن بڑا طاقت والا ہے، پیٹھ دکھا سکیں۔ ہم توحید کے لئے سینہ سپر ہو کر آخری دم تک کوشش کرنے والے لوگ ہیں۔ کبھی دنیا ہمیں پیٹھ دکھاتے ہوئے نہیں دیکھے گی۔ پس اس کے وہ طریق اختیار کریں جو خدا تعالیٰ نے ہمیں سکھائے ہیں قرآن کریم میں اور اسی آیت کے اندر یہ مضمون ہے کہ تم اگر سچائی سے چمٹ جاؤ گے تو یہ توحید کا نشان ہے اور یہ شرک کو اجازت نہیں دے گا کہ تمہارے اندر داخل ہو جائے۔ اب یہ سچائی کا مضمون بھی بہت پھیلا پڑا ہے وہ لوگ جو گندگی اختیار کرنے والے ہیں آپ ان کے معاشرے میں جا کر دیکھیں، ان کی باتیں سنیں اکثر جھوٹ کے عادی ہوتے ہیں۔ ان کے بچے ان کے بڑے بات بات پہ جھوٹ بولتے ہیں اور اس سے لطف اٹھاتے ہیں۔ ان کی مجالس میں اکثر جھوٹ کی بکواس کو مذاق سمجھا جاتا ہے اور کوئی عار ہی نہیں رہتی جھوٹ ہے۔ تو وہ جو کلام کا جھوٹ ہے وہ ان کی زندگی کا جھوٹ بن جاتا ہے۔ وہ زہر ان کی رگ و پے میں سرایت کر جاتا ہے۔ وہ منحوس تصویریں ابھرتی ہیں جو دنیا کے ایسے ہیروز کی، ایسے اداکاروں کی پرستش کرنے لگتی ہیں جن کو دنیائے اداکاری میں بھی کوئی مقام حاصل نہیں ہے۔ جن کے سکرپٹ لکھنے والے بے ادب لوگ یعنی ادب سے عاری اور بے ادب۔ وہ شعریت کے نام پر شعریت کا ستیاناس کر دیتے ہیں۔ ایسا بھونڈا مذاق ہے کہ کوئی شریف انسان جس میں ذرا بھی ذوق کی قدر ہو وہ تھوڑی دیر بھی یہ پروگرام دیکھ نہیں سکتا۔ لیکن مذاق بگاڑ دیئے گئے ہیں۔

تو ایک بات یاد رکھیں کہ ہم نے اپنے معاشرے اور اپنی تہذیب کو اور تمام دنیا کی جماعتوں کو جھوٹ سے پاک کرنا ہے اور جھوٹ سے پاک کرنے کی مہم جاری ہونی چاہئے اور اگر طبیعت میں سچائی

پیدا ہو جائے تو ساری دوسری بدیوں کا ازالہ کر دیتی ہے۔ تو ایک طریق تو یہ ہے کہ اس رجس سے ان کو چھڑائیں جو لازماً جھوٹ پر منتج ہو گا اور بت پرستی کے ذریعے داخل ہو گا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ایسے رجس سے پناہ مانگو، دور ہٹو جو ضرور بتوں تک پہنچا دے گا اور یاد رکھو قَوْلَ الزُّورِ سب سے خطرناک بت جھوٹی بات ہے، جھوٹ کا قول ہے، جھوٹ کی عبادت ہے۔ تو بعض دفعہ ایک سرے سے مہم چلائی جاتی ہے، بعض دفعہ دوسرے سرے سے چلائی جاتی ہے۔ اب وقت ہے کہ ہر سمت سے مہم چلائی جائے۔ منتیں کر کے جس طرح بھی ہو، سمجھا کر ان لوگوں کو اس گندگی سے نکالنے کی کوشش کریں اور ان کو سمجھائیں کہ ان لغویات سے منہ موڑو اور اپنا قبلہ سیدھا کرو۔ خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک عظیم الشان زندگی بخش نظام جاری فرما دیا ہے۔ اس میں اگرچہ ویسے گندے پروگرام تو نہیں جو ہر انسان کو اس کی نفسانی لذّات کی وجہ سے فوراً ویسے ہی کھینچ لیں مگر ایسے پاکیزہ پروگرام ہیں جو ذوق کو بلند کریں گے اور ایسا لطف دیں گے جو باقی رہنے والا ہے۔ اس کے بعد کوئی سر دردی اور کوئی نفس کی ملامت نہیں ہوتی ورنہ یہ لوگ جس گندگی سے لطف اٹھاتے ہیں ساری رات کے بعد وہ سارے دن کی سر دردی بنا رہتا ہے۔ اچھے کاموں سے محروم، صحیح مطالعہ سے محروم، اپنی زندگی کے اعلیٰ مقاصد سے دور ہٹتے ہوئے اور لطف اٹھاتے ہوئے ایسی بے چینی دل میں محسوس کرتے ہیں کہ دل چاہتا ہے کہ ساری گندگی ہم اپنے اندر داخل کر لیں اس سے چمٹ جائیں اور وہ چیزیں جو دور سے اچھی دکھائی دیتی ہیں ہمارے قریب آ جائیں تو حسرتیں پیدا ہوتی ہیں جن کو پورا کر ہی نہیں سکتے۔ وہ ایکٹر اور ایکٹرسیں جو ان کی زندگی کا مرکز بن گئے ہیں ان کی تعداد اگر ان کے حواری وحواشی مواشی سارے اکٹھے کر لو تو زیادہ سے زیادہ بیس تیس ہزار ہو گی، ایک لاکھ بھی بنا لو تو ان کے پہلے دعوے دار تو ہندوستان کے ایک ارب باشندے ہیں یا ایک ارب کے لگ بھگ۔ وہ ایک لاکھ ایک ارب میں کیسے تقسیم ہوں گے اور کتنے بچیں گے کہ پاکستان کے دس بارہ کروڑ کے ہاتھ آئیں اور ہو کیسے سکتا ہے کہ ان سے وہ اپنی نفسانی لذّت، بھوک کی تسکین کر سکیں۔ اس کا نام سراب ہے۔ جس کو قرآن کریم میں دوسری جگہ یوں بیان فرمایا کہ بے وقوف اندھے دن کی روشنی میں اندھیروں کی پیروی کر رہے ہیں، ایسی چیزوں کی پیروی کر رہے ہیں جو ہاتھ آ ہی نہیں سکتیں۔ پیاس کو بڑھاتی ہیں مگر پیاس کو بجھانے کی ان میں صلاحیت ہی

نہیں ہے۔صلاحیت اس لئے نہیں کہ وہ تھوڑے لوگ ہیں اور ہر انسان کی پہنچ سے بہت دور ہیں اور اگر دس بارہ کی پہنچ میں ہوں تو ان کے لئے ناممکن ہے کہ دس بارہ کی تسکین بھی پوری کر سکیں، اپنی نہیں ہوتی ان کی۔خود کشیاں کر لیتے ہیں اپنی عمروں کے بعد کیونکہ جتنے پرستار ہیں وہ بھی جھوٹے نکلتے ہیں۔

اوران کے جو Confessions ہیں وہ آپ پڑھیں جو انگلستان اور یورپ کے ایکٹرز سے تعلق رکھنے والے ہیں مستند مل جاتے ہیں۔ بڑی بڑی ایسی معبودائیں، جو جھوٹی معبودائیں تھیں، ان کا انجام یہ ہوا کہ خودکشی کر کے مر گئیں۔ بڑے بڑے ایکٹر خودکشی کر کے مر گئے کہ تم ہمیں دور سے دیکھ کر پرستش کر رہے تھے اندر دیکھو تو سہی کہ آگ کے سوا ہے ہی کچھ نہیں۔پس ان بتوں کی پرستش کر کے تمہیں ملے گا کیا۔ساری رات عبادت کرو گے، سارا دن ان کی بدمزگی میں مبتلا رہو گے، دل میں امنگیں بھڑک اٹھیں گی اس کو بھی حاصل کر لو اس کو بھی حاصل کر لو۔نہ یہ حاصل ہوگا نہ وہ حاصل ہوگا۔صرف تصویروں کی پرستش کر سکتے ہو، اس کو سینے سے لگا سکتے ہو، اس کو چمٹ سکتے ہو، اسے پیار کر سکتے ہو، اسے خوب صورت فریموں میں جکڑ سکتے ہو، اس سے زیادہ تمہارے کچھ ہاتھ نہیں آ سکتا۔مگر کیا تصویر بھی کبھی دل بہلا سکتی ہے۔متحرک تصویر بھی نہیں بہلا سکتی، کھڑی تصویر بھی نہیں بہلا سکتی۔ہاں تصویر سے وابستہ مضامین بعض دفعہ تسکین بخشتے ہیں۔مگر ان تصویروں سے وابستہ تو کوئی مضمون بھی ایسا نہیں جو دل کی تسکین کا موجب بن سکے۔صرف آگ بھڑکانے والے مضامین ہیں اور ہر شخص جانتا ہے، جس کو یہ تجربہ ہوگا وہ جانتا ہوگا کہ میں جھوٹ کی پرستش کر رہا ہوں۔ایک بھڑکی لگی رہتی ہے جو بجھتی نہیں سمجھ نہیں آتی کہ یہ ہو کیا رہا ہے۔جتنا آگے بڑھتے ہیں پیاس بڑھتی چلی جاتی ہے۔یہ سمندر کے پانی پی کر پیاس بجھانے والے جاہل سوائے اس کے کہ ہلاکتوں کی طرف بڑھ رہے ہوں اور ان کا کوئی مقصد نہیں ہے۔

تو معاشرے کو نگران ہو جانا چاہئے۔احمدی نظام کو ہر جگہ مستعد ہو جانا چاہئے۔جہاں جہاں یہ بیماریاں داخل ہو رہی ہیں ان کا دائرہ کر لیں کیونکہ وہ فحشاء کی بیماریاں ہیں جو پھیلنے والی ہیں۔ایسی بیماریاں ہیں جو آگے لگیں گی اور پھر سارے معاشرے کو بے کار کر دیں گی۔اس لئے ان کے گرد گھیرے ڈال لیں تا کہ ان کا گند آگے دوسرے پاک گھروں میں منتقل ہی نہ ہو سکے۔بائیکاٹ اس طرح نہ سہی مگر جو جانے والے ہیں ان کو سمجھائیں تو سہی۔جب بھی وہ ایسا گند دیکھیں اٹھ کر آ جائیں

وہاں سے کہ ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ اگر تم نے یہ کرنا ہے تو ہمارا آنا جانا تمہارے گھر میں منقطع ہو جائے گا۔ جو بھی ذریعے اختیار کریں نیچے سے اوپر کی طرف سفر کریں یعنی رجس سے پاک کریں۔ آخری مقام یعنی جھوٹ کے قلع قمع کرنے کے ذریعے سے سفر اختیار کریں اور معاشرے سے جھوٹ کی بیخ کنی کے پروگرام بنائیں۔ کسی بچے کا جھوٹ برداشت نہ کریں چاہے وہ مذاق میں ہو۔ یہ وہ ایک صورت ہے جس کے نتیجے میں یہ جو بہت بڑی اور بھیانک جنگ ہمارے سامنے ہے، معاشرتی خباثتوں سے اپنے خاندانوں کو اگلی نسلوں کو پاک اور محفوظ رکھنا، یہ نصیب ہوگی تو پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے MTA کا فیض بھی عام ہونا شروع ہو جائے گا اور جب ذوق درست ہوں گے تو پھر اس مضمون میں بھی لوگوں کو دلچسپی ہوگی جو MTA کا مضمون ہے یعنی اللہ اور اس کے رسولؐ کی باتیں اور معلومات جو حق پر مبنی ہیں اور مصنوعی نہیں ہیں، جو سرتاپا سچ ہیں۔

ایسا ایک نظام ٹیلی ویژن کا جس میں اداکاری کا کوئی دور کا بھی تعلق نہیں ہے یہاں تک کہ جب ایک عرب عورت نے ایک خبر پڑھنے والے کو اس طرح دیکھا کہ اس نے ایک پاؤں موٹر کے اوپر رکھا ہوا تھا ایک باہر تھا تو مجھے احتجاج کا خط لکھا۔ ابھی وہ احمدی نہیں ہوئی تھیں اب خدا کے فضل سے مخلص احمدی بن چکی ہیں۔ اس نے کہا مجھے تو آپ کے پروگرام سے محبت اس لئے تھی کہ محض سچ ہے اس میں کوئی بھی اداکاری نہیں۔ جب آپ کھانا کھا رہے ہوتے ہیں جب بیٹھے ہوئے بچوں کے چہرے مہرے اور زبان پر ہو جو آپ کے اردگرد بیٹھے ہوتے ہیں۔ کہتی ہیں میں تو Fascinate ہو جاتی ہوں ان باتوں سے، کہ شکر ہے خدا کا کہ ایک ٹیلی ویژن تو ایسا ہے جو سچ پر مبنی ہے۔ کہتی ہیں جب میں نے اس خبریں پڑھنے والے کو دیکھا جو مصنوعی اداکاروں کی نقل کر رہا ہے اور اپنی طرف سے خبروں کا معیار بڑھا رہا ہے تو اسی وقت میرا دل بے قرار ہو گیا، میں نے کہا ابھی آپ کو لکھتی ہوں کہ خبروں کا معیار بڑھا نہیں رہا، گرا رہا ہے۔ آپ کی خبروں کا معیار تو سچائی سے اونچا ہوتا ہے۔ آپ کے ٹیلی ویژن کا تو لطف ہی یہ ہے کہ اس میں کوئی اداکاری کا دخل نہیں۔ پس جوں جوں آپ سچ کی خدمت کریں گے، سچ کا ذوق بڑھائیں گے MTA کو اللہ تعالیٰ نئی وسعتیں عطا فرمائے گا، نئے افق عطا فرمائے گا اور جوں جوں MTA کے ساتھ لوگوں کا تعلق بڑھے گا انشاء اللہ تعالیٰ وہ اسلام کی قدروں کے دائرے میں آجائیں گے اور پھر ان کو باہر نکلنے کا وہم بھی پیدا نہیں ہوگا کیونکہ یہ وہ دائرہ

ہے جو دن بدن ان کو بڑی قوت کے ساتھ خدائے واحد اور محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف کھینچ لے گا۔ اللہ کرے کہ ہمیں ان تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا ہو۔ آمین